

شاہ ولی اللہ کی تالیفات پر ایک نظر

غلام مصطفیٰ قاسمی

(۵)

شرح تراجم ابواب صحیح البخاری

اس رسالے کے سن تالیف کے متعلق مصنف غلام نے بصراحت تو کچھ نہیں لکھا، لیکن اس طرح فن حدیث میں غور و فکر کرنے کا میلان شاہ صاحب میں حرمین کے علمی سفر کے بعد ہی پایا جاتا ہے، اس لئے عین ممکن ہے کہ ۱۲۵۷ھ میں جب شاہ صاحب حرمین سے دہلی تشریف لا کر درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا تو اس وقت یہ رسالہ بھی زیر تصنیف آیا ہوگا۔ ادویہ تقریباً ۱۲۵۷ھ اور ۱۲۵۸ھ کے درمیان کا زمانہ ہے۔

رسالہ شرح تراجم بظاہر تو چھوٹا سا معلوم ہوتا ہے لیکن موضوع کے لحاظ سے نہایت اہم تصنیف ہے، کیونکہ صحیح بخاری کے تراجم ابواب کا حل کرنا ایک مشکل امر تصور کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں بڑے بڑے محدثین نے اگرچہ بہت کچھ لکھا ہے مگر شاہ صاحب کے اس مختصر رسالے کے مطالعے سے مؤلف غلام کے علمی تبصر کا میع انماذہ ہوتا ہے۔

سہارنپور کے مشہور محدث حافظ مولانا شیخ احمد علی عثمی صحیح بخاری اپنے حواشی کے مقدمہ میں تراجم ابواب پر جو تحقیق فرمائی ہے اس میں اگر ایک طرف حافظ الدہلوی ابن حجر عسقلانی اور ابوالولید ہاجی کی تحقیق کو اس ضمن میں ذکر فرمایا ہے تو دوسری طرف شیخ اجل قدسہ محمد بن ولی اللہ بن عبدالرحیم کی اس تالیف شرح تراجم ابواب

صحیح بخاری کی عبارت کو بھی موضوع کی وضاحت میں بطور سند پیش کیا ہے۔

شاہ صاحب نے صحیح بخاری کے جملہ تراجم البواب کو چند اقسام پر تقسیم فرمایا ہے، ان کی رائے میں امام بخاری کبھی کسی مرفوع حدیث کو جو ان کے مقرر کردہ شرائط پر صحیح نہیں اترتی ہے ترجمہ باب میں لے آتے ہیں اور اس کی تائید میں باب کے اندر ایسی حدیث کو بطور شاہد ذکر فرماتے ہیں جو امام بخاری کے مقرر کردہ شروط پر مروی ہو، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس قسم کی مرفوع حدیث کو ترجمہ میں لاتے ہیں جو اگرچہ ان کے بیان کردہ شرائط کے مطابق نہیں ہوتی لیکن اس حدیث سے ہذلیہ دلالت النص، اشارة النص وغیرہ کے کوئی مسئلہ استنباط کرنا ہوتا ہے اور کبھی کسی مذہب کے قول کو ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں اور اس ترجمہ کے ذیل میں دلیل یا شاہد بھی ذکر کیا ہے، لیکن اس مذہب کے ترجیح کے متعلق اپنی طرف سے امام بخاری کوئی قطعی رائے پیش نہیں کرتے، اور ترجمہ میں کبھی ایسے مسئلے کا ذکر ہوتا ہے جس میں احادیث کا اختلاف ہے پھر ان سب احادیث کو ترجمہ کے تحت ذکر فرماتے ہیں تاکہ فقیہ کے لئے کسی رائے پر پہنچنا آسان ہو جائے۔ کبھی یہ صورت ہوتی ہے کہ اول آپس میں متعارض ہوتے ہیں اور امام بخاری کے ہاں اس تعارض کے رفع کرنے کی یہ صورت ہوتی ہے کہ ان کی نظر میں ہر ایک دلیل کا محمل الگ ہے پھر اس کو ترجمہ میں ذکر فرما کر تعارض کے دفع کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اس طرح ان تراجم میں بیسیوں فوائد ہیں۔ جن کا شاہ صاحب نے اس رسالہ میں ذکر فرمایا ہے۔

شاہ صاحب نے اپنی اس مختصر تالیف میں بعض جگہ ائمہ مذاہب کے باہمی اختلاف کو ایسے اجتہادی شاق سے مٹانے کی کوشش فرمائی ہے کہ ہمیں اس قسم کی تحقیق بڑے بڑے محدثین اور فقہاء کے کلام میں بھی نظر نہیں آتی، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس قسم کی کسی ایک تحقیق کا ذکر کیا جائے۔

صحیح بخاری میں ایک باب اس مسئلے کے بیان میں ہے کہ کیا ران عورت میں داخل ہے یا نہیں ہے؟ شاہ صاحب اس کی تحقیق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں مختلف مذاہب امام شافعی امام ابو حنیفہ کے ہاں ران عصمت ہے، اس اتفاق کے بعد پھر یہ دونوں امام کے عورت نہ ہونے کے اندر آپس میں مختلف ہیں۔ امام مالک ران کو عصمت قرار

نہیں دیتے۔ احادیث اس کے متعلق متعارض ہیں۔ روایت کے لحاظ سے امام مالک کا قول قوی معلوم ہوتا ہے، شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

”میں کہتا ہوں کہ ان مختلف احادیث کے جمع کرنے اور تعارض دفع کرنے کی یہ صورت ہے کہ کسی شخص کو ایسے لوگوں سے اپنی ران کا چھپانا مزدوری نہیں ہے جو اس کے محرم راز ہوں اصرام طور پر اس کے پاس آتے جاتے ہوں۔ باقی دوسرے لوگ جو اس کے پاس کبھی کبھی آتے ہوں ان کے حق میں ران عودت ہوگی ان کے سامنے ران کو کپڑے سے چھپانا چاہیئے۔ اس تطبیق پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جس میں پیغمبر علیہ السلام کے پاس حفصہ عثمان کے آئے کا قصہ مذکور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آنے کی خبر معلوم فرما کر ران کو چھپایا نہ تھا۔ حالانکہ حفصہ ابوبکر اور حفصہ عمر کے تشریف لانے کے وقت پیغمبر علیہ السلام کی ران کھلی رہی باقی یہ جو امام مالک فرماتے ہیں کہ مزدور اونٹ چرانے والے لوگ اپنی نمازوں میں ران سے اوپر کپڑے پر اقتصار کر سکتے ہیں، یعنی نماز میں ران کو نہ چھپائیں تو ان کے حق میں جائز ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں اس قول کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ہے، کیونکہ متعدد طرق سے مروی ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو پیغمبر علیہ السلام نے ران سے لے کر گھٹنوں تک نماز میں ڈبا پننے اور چھپار کھنے کے لئے مکلف نہیں فرمایا۔ یہاں ایک قاعدہ ہے جس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دو طریقے بیان فرمائے ہیں ایک ہے محسنین کی نماز اور دوسری عام مومنوں کی نماز کئی ایسی چیزیں ہیں جن کو عام لوگوں کی نماز میں جائز فرمایا ہے اور پہلے لوگوں کی نماز میں منع فرمایا ہے۔ شاہ صاحب اس قاعدہ کا ذکر فرما کر مخاطب کو متنبہ فرماتے ہیں کہ جب تو نے اس قاعدہ کو یاد رکھا تو نماز کے متعلق اکثر مواضع میں ایک دوسرے سے متعارض اور متناقض باتیں وارد ہوئی ہیں ان سب کا سمجھنا تیرے لئے آسان ہو جائے گا۔

یہ رسالہ شرح تراجم ابواب صحیح بخاری کی بار طبع ہو کر شائع ہوا۔ لیکن سب سے صحیح نسخہ دائرۃ المعارف جملۃ بادکن حائلوں کی طرف سے ۱۳۷۳ھ میں ٹائپ میں چھپ کر شائع ہوا، جس کا نقل ۱۳۵۵ھ میں کتب حدیث کے مشہور علوم مولوی نور محمد نقشبندی چشتی مالک صالح اصح المطابع دہلی کی طرف سے صحیح بخاری کے شروع میں من کتابت اور

سے آڈسٹ ہو کر شائع ہوا اور اس کا پاکستانی ایڈیشن ۱۳۸۱ء مطابق ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا جو کہ ہر جگہ دستیاب ہے۔
چشم حدیث (عربی)

یہ رسالہ اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہے اور نہ شاہ صاحب کی کسی دوسری تالیف میں اس کا نام ذکر ہوا ہے اس لئے اس کی تاریخ تدوین کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ حیات دلی کے مصنف اس رسالہ کا اس طرح تذکرہ فرماتے ہیں۔

”اس چھوٹی سہی کتاب میں شاہ صاحب نے وہ حدیثیں جمع کی ہیں جو اسلام کی مدار علیہ ہیں۔ اگرچہ اس نام کی اور نہ مختصر نام بلکہ اس مضمون کی چند کتابیں اور علماء نے بھی لکھی ہیں جو آج ہمارے پیش نظر ہیں لیکن جب ان میں اور اس میں صحیح اندازہ اور پورا موازنہ کیا جاتا ہے تو آسان وزین کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ شاہ صاحب نے نہایت مختصر مختصر حدیثیں جو ہر شخص کے لحاظ سے مفید اور سود مند ہیں درج کی ہیں اور تمام مضامین کا احاطہ کر لیا ہے۔ سچ پوچھتے تو آپ نے اہل اسلام کی سچی ہمدردی و خیر اندیشی مد نظر رکھ کر وہ کام کیا ہے جو ایک اعلیٰ درجہ کا مقتدا نے قوم اپنی عزیز قوم کے لئے نہایت دل سوزی کے ساتھ کیا کرنا ہے۔ مضامین سے قطع تعلق کر کے اس کی حسن نظمی دیکھنے سے تسلی رکھتی ہے یہ“

الارشاد الی ہدایات علم الاسناد

یہ رسالہ مفسر حجاز سے واپسی کے بعد کی تالیف ہے کیونکہ اس میں شاہ صاحب کے اساتذہ و شیوخ حجاز کا ذکر موجود ہے۔ یہ مختصر کتاب کئی بار طبع ہوئی ہے، لیکن اس کا ایک صحیح مخطوطہ مولنا سید محمد اللہ صاحب العلم پیر جھنڈہ کی علمی لائبریری میں نظر سے گذرا جو کہ دس اوراق کا ہے اور نسخہ کے کاتب سندھ کے مشہور عالم و محدث قاضی فتح محمد صاحب نظامانی ہیں قاضی فتح محمد صاحب، پیر مولنا رشماللہ صاحب العلم کے بھی استاد گذرے ہیں پیر جھنڈہ کے علمی کتاب خانہ کی کئی تادر قلمی کتابیں قاضی صاحب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔ اس مخطوطہ

۱۰ حیات دلی م ۵۵۷ مطبوعہ سلفیہ

کے شروع میں نسخ کی طرف سے جو عبارت مرقومہ ہے وہ عرب ذیل ہے۔

هذا الثبت المسمى بالارشاد الى مهمات علم الاسناد لحافظ عصره مستد وقته
الشيخ الاجل محدث الهند احمد بن عبد الرحيم العمري
رساله کی ابتدائی عبارت میں جہاں مولف امام نے اپنے نام کا ذکر کیا ہے وہاں ایک ماثیہ
بھی لکھا ہوا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آغاز کتاب کی عبارت یہاں نقل کس کے مکتوبہ عایشہ
بھی نقل کر دیا جائے۔

الحمد لله الذي خص هذه الامة
المرحومة بفضيلة عظيمة هي حفظ
الاسناد، واعد من شار من علمه
وسعة طرقه وما اعظم من امداد
والصلوة والسلام على سيدنا المبعوث
من الله هاديا واماما وعلى آله
وصحبه وجملة دينه الخاسرين من
السعادة سبحانه اما بعد فيقول خادما
حديث النبي صلى الله عليه وسلم
المفتقر الى رحمة ربه الكريم احمد
العروث بولي الله بن عبد الرحيم
الدهلوي احسن الله اليه والى
مشائخه وابويه۔

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اس
امت مرحومہ کو حفظ اسناد میں عظیم
فضیلت کے ساتھ مخصوص کیا اور ان میں سے
جس کو چاہا اسناد کے علو اور طرق اسناد
کی سعت اور کشادگی سے نوازا اور یہ بہت
بڑی امنا ہے درود اور سلام ہمارے
سربار اللہ کی طرف سے ہادی اور امام
بناکر بھیجے ہوئے ہر اور ان کی آل اور صحابہ
اور اس کے دین کے مالمین پر جنہوں نے
سعادت کے کئی حصہ جمع کئے، حمد و صلوة
کے بعد حدیث نبوی کا خادم رب کریم کی
رحمت کا محتاج احمد معروف بولی اللہ بن
عبد الرحیم دہلوی کہتا ہے اللہ اس کے
ساتھ اور اس کے شاخ اور والدین کے ساتھ
امان فرمائے۔

اس عبارت میں شاہ صاحب کے نام احمد پر عربی میں یہ تعلیق موجود ہے۔
هو ابو محمد ولد له ولد قبل
شاہ صاحب کی کنیت ابو محمد ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز سے پہلے آپ کے ایک بیٹا پیدا ہوا تھا۔ جس کا نام محمد رکھا گیا اور آپ کی اس کے نام پر کنیت ابو محمد ہوئی، شاہ ولی اللہ صاحب محدث ۴م شوال بروز بدھ ضلع مظفر نگر کے فواح میں موضع بہلت میں پیدا ہوئے اور مورخہ ۲۹ بروز سینچر بعد زوال ۱۳۶۲ء دہلی میں وفات فرمائی۔ اور اپنے والد مولانا عبد الرحیم کے مزار کے قریب دہلی میں مدفون ہوئے شاہ عبدالرحیم کی وفات ۱۲ مفر بروز بدھ بوقت صبح ۳۳۳۰ء میں ہوئی۔

مولانا عبد العزیز نسبی محمد فکئی بابی محمد المتولد ولی اللہ المحدث ۱۱۵۰ء فی رابع الشوال یوم الرابع فی مقام بہلت متعلقہ ضلع مظفر نگر المتوفی فی الیوم البت بعد الزوال فی التاریخ التاسع والعشرین ۱۳۶۲ء فی الدہلی، والممدون فی الدہلی عند متبر والدہ مولانا عبد الرحیم المتوفی فی الیوم الاربعاء الصباح فی وقت الصباح فی اثنی عشر شہر الصفر سن۳۳۳۰

یہ مخطوطہ اس عبارت پر ختم ہوتا ہے۔

واما المختارة للمافظ ضیاء الدین محمد المقدسی خرواۃ ابن البخاری عن عمہ المولف۔ ولینک هذا آخر الکلام والحمد لله لولا آخرنا ظاهرا باطنا۔

مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان نے اس رسالہ کا فی بی طوی پراپنے ایک مضمون حضرت شاہ ولی اللہ اودان کے کام کا مختصر تعارف میں اس طرح ذکر فرمایا ہے۔ "مجموعہ رسائل اربعہ" یہ بہت چھوٹے چھوٹے چار رسالے ہیں جن کا تعلق فن حدیث سے ہے۔ (۱) ارشاد الی تہات الاسناد (۲) رسالہ ادائی (۳) تراجم البخاری (یہ مذکور بالا رسالہ "شرح تراجم الباب بخاری" کے علاوہ ہے اور صرف ایک ورق پر ہے۔ (۴) ما یجب حفظہ للناظر۔